ناصر کاظمی

1925 تا 1972

ناصر کاظمی کی پیدائش انبالہ میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد وہ لاہور چلے گئے جہاں تقسیمِ ہند کے بعد انھوں نے مستقل سکونت اختیار کرلی۔ لاہور کی ادبی فضا میں ناصر کاظمی کی شاعری خوب چمکی۔ کچھ مدّت تک وہ ''اَوراقِ نو'' اور ''ہمایوں'' کے مدیر بھی رہے۔ 47 برس کی عمر میں جب اُن کی شاعری شباب پر تھی، اُن کا انتقال ہوگیا۔ اُن کی غزلوں کے مشہور مجموعے ''برگِ نے'' (1954) اور ''دیوان'' (1957) ہیں۔ تیسرا مجموعہ ''پہلی بارش'' انتقال کے بعد 1975 میں شائع ہوا۔ ان کی نظموں کا مجموعہ ''نشاطِ خواب'' ہے۔ تنقیدی مضامین اور مختصر نثری تحریریں ''خشک چشمے کے کنارے'' کے نام سے یکجا کردی گئی ہیں۔ ناصر کاظمی نے ایک کتھا کہانی ''سُر کی چھایا'' بھی لکھی تھی۔ ناصر کاظمی کی ڈائری بھی مرتّب کر کے شائع کی جاچکی ہے۔

ناصر کاظمی جدید غزل کے نمائندہ شاعر تسلیم کیے جاتے ہیں۔ میر تقی میر کی غزل سے وہ براہ راست بھی متاثر ہوئے اور انھوں نے یہ اثر فراق گورکھ پوری کے واسطے سے بھی قبول کیا۔ اُن کی غزل اپنے دھیمے لہجے، دبے دبے دَرد اور جدید طرزِ احساس کی وجہ سے ممتاز ہے۔ انھوں نے اردو غزل کی داخلیت اور دروں بینی کو بیسویں صدی کے یاس انگیز ماحول کے ساتھ پیش کیا ہے۔

غزل

یہ شب، یہ خیال و خواب تیرے
کیا پھول کھلے ہیں، منہ اندھیرے

شعلے میں ہے ایک رنگ تیرا
باقی ہیں تمام رنگ میرے

آنکھوں میں چھپائے پھر رہا ہوں
یادوں کے بجھے ہوئے سویرے

دیتے ہیں سراغ فصلِ گُل کا
شاخوں پہ جلے ہوئے بسیرے

منزل نہ ملی تو قافلوں نے
رستے میں جما لیے ہیں ڈیرے

جنگل میں ہوئی ہے شام ہم کو
بستی سے چلے تھے منہ اندھیرے

رودادِ سفر نہ چھیڑ ناصؔر
پھر اشک نہ تھم سکیں گے میرے

(ناصؔر کاظمی)